تحقیق نگاری: اُصول ،فن اور ہیئت
Tahqeeq Nigari : Usool, Fun aur Haiyat.

Prof. Aslam Hafizullah Nomani
Department of Urdu
Dr. Babasaheb Ambedkar College
At.Post Mahad. Dist. Raigad. Pin Code. 402301
Maharshtra

:Abstract

تحقیق ہماری زبان میں استعمال ہونے والا ایک عام فہم مشہور اور فرہنگیات کے اعتبار سے ایک
تحقیق اور مقالہ قدیم الایام قدیم اور جانا پہچانا لفظ ہے۔ بیشک بقول پروفیسر عندلیب شادانی
سے ہماری زبان میں رائج چلے آرہے ہیں۔"
کا ''اردو مترادف''(۲) اور (Research) اس لفظ کو پروفیسر گیان چند جین نے ''انگریزی لفظ ریسرچ
پروفیسر عندلیب شادانی نے اس کا ''اردو ترجمہ''(۳) قرار دیا ہے۔ رحمان حمیدی نے اپنے ایک مقالہ
میں لفظ تحقیق اور ریسرچ پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے کہ:
کے (Re)'کے معنیٰ تحقیق تلاش اور تفتیش کے آتے ہیں اورانگریزی کے لفظ 'ریsearch' گرچہ'سرچ ''
اعتبار سے اس کے معنی 'باربار تلاش کرنے اور بار بار تحقیق کرنے'کے ہونا چاہیے ،لیکن یہ لفظ اردو
زبان) میں اس طرح شامل ہو گیا ہے گویا اردو ہی کا لفظ ہے۔''(۴
کے تعلق سے جو آخری بات کہی ہے وہی اردو لغت کے اعتبار ''Research'' مذکورہ اقتباس میں لفظ
سے لفظ ''تحقیق'' پر بھی صادق آتی ہے، کیوں کہ ہماری زبان میں اس عربی نژاد لفظ کے معنی
بقول مولوی سید تصدق حسین''دریافت کرنے اور کھوج لگانے'' کے ہیں۔(۵) چنانچہ عربی میں اس
لفظ سے متعلقہ محاورات ''حق الامر'' ''حق الخبر'' اور ''تحقق الخبر''کے معنی بالتر تیب ''حق
کوثابت کرنے اور خبر کی حقیقت یا خبر کے پایہ ثبوت تک پہنچنے '' کے ہیں۔(۶)لفظ تحقیق کامادہ
''حق '' ہے اور جو ''تفعیل'' کا ہم وزن ہے ، یقیناًاپنے ان محاوراتی معنی کے لحاظ سے اپنے فنّی اور
اُصولی مبادیات کی طرف بھی ہلکا سا اشارہ کر دیتا ہے۔
جہاں تک تاریخی اُصول کی روشنی میں اردو لغت کے حوالہ سے لفظ ''تحقیق'' کے معانی و مفاہیم
کا تعلق ہے یہ لفظ ''صحیح و درست ، سچ مچ ، ٹھیک ، واقعی طور پر ، تصدیق ، ثبوت ، دراصل و
درحقیقت، یقین ، ضرور، بے شک ، یقینا، چھان بین ، پہچان ، صادق تلاش یا جستجو ، حالات و
واقعات معلوم کرنے اور بیان کرنے ، کھوج، سراغ ، تلاش ، دریافت ، پوچھ گچھ اور تجربہ ''(۷) کے
معنی پر محیط ہے جس کی تفصیل ''اردو لغت'' مرتبہ اردو ڈکشنری بورڈ ، کراچی کے صفحات پر
دیکھی جاسکتی ہے۔ اردو ، انگریزی اور عربی لغات کے حوالہ سے اس لفظ کی ماہیت اور اس کے
معنی و مفہوم پر نظر ڈالنے کے بعد ''ادبی اصطلاح'' کی حیثیت سے اگر لفظ'' محقق'' پر غور کیا
جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ''قدیم الایام'' کے مقابلے میں دراصل یہی فرق ہے کہ آج بقول عندلیب
شادانی اس لفظ نے ''ایک ادبی اصطلاح کی شکل'' اختیار کر لی ہے۔(۸)
ظاہر ہے کسی بھی فنّی اصطلاح کی بندھی ٹکی تعریف ممکن نہیں اور بحیثیت اصطلاح لفظ
تحقیق بھی اس کلیہ سے مستثنیٰ نہیں قرار دیا جا سکتا ہے۔ لیکن جیسا کہ قاعدہ ہے ، ارباب فکرو

نظر نے اپنے طور پر اس لفظی کی اصطلاحی تعریف و تشریح کا فریضہ انجام دیا ہے اور یقیناًمغربی مفکرین کے ساتھ ساتھ مشرقی ارباب علم و فن بھی اس معاملہ میں پیچھے نہیں رہے ہیں۔ لفظ ”تحقیق “کے تعلق سے اگر قرآن پاک اور حدیث شریف کے حوالوں کے ساتھ گفتگو آگے بڑھائی جائے تو یقیناًنامناسب نہیں۔سورۃ البقرۃ کی مشہور آیت کریمہ ہے الم ذالک الکتاب لاریب فیہاور ایک مشہور حدیث نبویہ (علی صاحبہ الصلواۃ و التحیہ) کا مفہوم یہ ہے کہ کسی شخص کو جھوٹ بولنے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ محض سنی ہوئی بات کو دوسروں کے سامنے بیان کر دے۔ آیت کریمہ میں لفظ ” لاریب“ اور فرمان رسالت کے مفہوم ہیں ”محض سنی ہوئی بات “ کا فقرہ خاص طور پر قابل توجہ ہے اور اس کی مدد سے ہم بآسانی تحقیق کی سرحدوں کا تعین کر سکتے،اس کیاغراض و مقاصد ٔجادہ و منزل اور اُصول کار کا اندازہ لگا سکتے اور اس کی ہیئت عمل کو خوب سے خوب تر بنا سکتے ہیں۔ تحقیق ”کیوں “ اور کیا “کا جواب دیتی ہے اور بقول نکہت فرید :

(شک سے ہی تحقیق کا آغاز ہوتا ہے۔“ (۹”

اور ہمیں کہنے دیجیے کہ جب یہ شک ختم ہو جائے تو تحقیق کو اس کی منزل مل جاتی ہے اور اس کا مقصد حاصل ہو جاتا ہے۔ نیز تحقیق کے میدان میں کام کرنے کی اہم ترین شرط حزم و احتیاط ہے اور حدیث نبوی تحقیق کی اسی ضرورت اور اس کے اسی لازمی طریقہ کار کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

کی ادبی اصطلاح کے سلسلہ میں مغربی ماہرین علوم (Research) ”جہاں تک ”تحقیق“یا ”ریسرچ و فنون کے اقوال کا تعلق ہے اسے ڈاکٹر ش۔ اخترنے (اپنی کتاب میں اردو ترجمہ کے بغیر حوالہ جات کے ساتھ من وعن نقل کر دیا ہے۔ اردو میں ش۔ اختر کی اس کتاب کا مطالعہ بڑی تعدادمیں مغربی مفکرین کے ان بیانات کو ہمارے سامنے پیش کر دیتا ہے جو فن تحقیق اور اس کی مبادیات و مقاصد سے متعلق ہیں، یہاں تک کہ اس کتاب میں ”تحقیق “ کی وہ تعریف بھی جمع کردی گئی کے ”Art of Enquiring“ ہے جو صحافتی سروے کا کام کرنے والوں یا جاسوسی ناول لکھنے والوں کو اور ”Bonamy Dobree“ طور پر کام دے سکتی ہے۔البتہ ش۔ اختر کی مذکورہ کتاب میں پروفیسر وغیرہ کی تحقیق سے متعلق جو تعریفات نقل کی گئی ہیں وہ ادبی تحقیق کے فن B.G. Sandesra سے دلچسپی رکھنے والوں کے لیے قابل توجہ ضرورہیں۔ ڈاکٹر سندسیرا نے بالکل ٹھیک لکھا ہے کہ:

ریسرچ سچ کی تلاش کا نام ہے جو مطالعہ و مشاہدہ ، موازنہ اور تحریر کے ذریعہ کیا جاتا ہے۔ “ (”۱۰

خود ش ۔ اخترنے بھی ایک مقام پر لکھا ہے کہ :

تحقیق حرکت ہے ، تحریک ہے، فتح ہے ،ایک نئی حقیقت کی تلاش و جستجو کی عقلی و علمی “ کاوش ہے۔“(۱۱

ڈاکٹر اختر کا یہ بیان اگرچہ اُصولاً مغربی مفکرین کے خیالات کے ضمن میں نہیں آسکتا ہے ، مگر بجائے خود مفید مطلب ضرورہے۔ یہاں طوالت سے بچتے ہوئے لفظ ”ریسرچ“ کی وہ تعریف نقل کر دینا بھی شاید مناسب نہ ہوگا جو اکثر یونیورسیٹیوں کے قواعد میں درج ہوتی ہے اور جس کا تذکرہ گیان چند جین نے بھی کیا ہے یعنی:

''Discovery of new fact of or Interpretation of old fact.''

جو لوگ تحقیق کی تعریف سے واقف ہو کر اس کی روح تک پہنچنا چاہتے ہیں یقیناًان کے لیے اس خاص طور پر قابل توجہ ہے ہم بلا خوف تردید کہہ سکتے ہیں کہ جامعیت ”Fact“ تعریف میں لفظ اور مانعیت کے ساتھ کسی چیز کی قطعی اور قرار واقعی قدر و قیمت کے تفویض کا نام تحقیق ہے۔

تحقیق و تفتیش کا فن دراصل کسی امر کو شک و شبہ سے بالا تر ثابت کرنے کا فن ہے۔ اگر فکرکی

مکمل جدوجہد کے ساتھ کسی حقیقت کی تلاش و جستجو کی جائے تو ہم اسے یقیناًتحقیق ہی کہیں گے۔ پروفیسر عندلیب شادانی(۳۱) اور پروفیسر ممتاز احمد(۴۱) کے نزدیک:

''تحقیق کی غایت حق الیقین کا درجہ حاصل کرنا ہے۔ ''

پروفیسر شادانی نے ''ریسرچ کا جو مطلب '' بیان کیا ہے (۵۱) وہ دراصل یونیورسٹی قواعد میں درج تحقیق کی تعریف سے بڑی حد تک ملتی جلتی بات ہے۔ رشید حسن خاں نے ''حقائق کی بازیافت کو تحقیق کا مقصد'' بتایا ہے (۶۱) اور بزرگ محقق قاضی عبدالودود نے لکھا ہے کہ:

(تحقیق کسی امر کو اس کی اعلا شکل میں دیکھنے کی کوشش ہے۔'' (۷۱''

تحقیق نگاری کی اہمیّت کے پیش نظر ہی پروفیسر خورشید الاسلام نے ''اپنے سرمایہ کو سلیقہ کے ساتھ مرتب کرکے شائع کرنے کی خواہش''(۸۱) کو مستحسن قرار دیا ہے اور پروفیسر احتشام حسین نے ''حقائق کی تلاش میں طریق کار اور اخذ نتائج کے(۹۱) سوال '' پر توجہ دلائی ہے۔

لطف کی بات یہ ہے کہ نہ صرف مرد ناقدین نے بلکہ خواتین دانشوروں نے بھی تحقیق کیماہیت کے بارے میں برملا خیالات کا اظہارکیا ہے۔ اگر ایک طرف سیدہ جعفرنے بتایا ہے کہ:

(تحقیق ایک صبر آزما اور مشکل فن ہے۔ '' (۰۲''

تو دوسری طرف ڈاکٹر ثمینہ شوکت نے متنبہ کیا ہے کہ :

(دہکتے ہوئے انگارے کو تحقیق کے نام پر ہاتھ میں پکڑ لینا تحقیق نہیں عقل کی تحقیر ہے''(۱۲''

ادبی حیثیت سے تحقیق کے فن کی اہمیّت و افادیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا بلا شبہ تحقیق و تلاش دراصل انسان کا ایک فطری جذبہ ہے ، شعوری یا غیر شعوری طور پر انسان ہر وقت تلاش و جستجو میں مصروف رہتا ہے، جہاں تک تحقیقی قوت کے محرکات کا سوال ہے ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ تحقیق کے لیے اہم مقصد ، دیوانہ وار لگن اور کسی قوت یا ضرورت کا پایا جانا بھی لازمی ہے اور یہی چیزیں آگے بڑھ کر تحقیق کو فن کی صورت عطا کر دیتی ہیں۔

تحقیق دراصل طریق کار کے لحاظ سے ''غواصی '' کا فن ہے اور ہماری زبان میں اسے اہم ترین صنفی حیثیت حاصل ہے۔ بقول ڈاکٹر محمد اختر الحسن:

اس کے اغراض و مقاصد بھی ہیں اور اس کے اُصول و ضوابط بھی ہیں اور دوسری اصناف نثر سے '' (یہُ جدا گانہ صنف بھی ہے۔''(۲۲

تحقیق کا فن ایک ایسا فن ہے جس میں بقول سیدہ جعفر:

جذبے کی لطافت و ررنگینی اور تخیل کی حنابندی یا طرز ادا کی پرکاری پر قناعت نہیں کی جا '' (سکتی۔ یہ بڑی دیدہ ریزی ٗ زہرہ گدازی اور ریاضت و مشقت کا کام ہے۔''(۳۲

بلا شبہ تحقیق ایک مشکل فن ہے اور بقول عطاؔ کاکوی:

مطالعہ اگر وسیع نہیں استدلال و استنباط کا شور نہیں ،ذوق و شوق کی کارفرمائی نہیں ، '' مختلف علوم و فنون سے متعلقہ کما حقہ آگاہی نہیں ،جذبات میں ٹھہراو نہیں اور مزاج میں (اعتدال نہیں ، ہو تو پھر فن تحقیق کا حق ادا نہیں کیا جا سکتا ۔''(۴۲

اسی لیے یہ بات کہی جاتی ہے کہ تحقیق کے فنّی آداب و لوازمات کو ملحوظ رکھنا اور اس سے عہدہ بر آ ہونا ہرکس و ناکس کا کام نہیں ہے ، کیوں کہ تحقیق کا فن تو خونِ جگر کا مطالبہ کرتا ہے ۔ اس میں عرق ریزی اور دیدہ ریزی کرنی پڑتی ہے ۔

تحقیق کا فن یقینی طور پر ''بازیچہ اطفال '' نہیں ہے بلکہ یہ سمندر سے موتی نکالنے کے مترادف ہے۔ اس فن میں کرتب دکھانے یا ''کرشمہ کاری''کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی ہے بلکہ یہ فن شعبدہ بازی سے احتراز اور دوری کا طالب ہوا کرتا ہے۔ تحقیق کا فن اور بالخصوص ادبی تحقیق کا فن بقول ثمینہ شوکت:

(سنگلاخ غلط مہینوں یا کلیتاً بے خبری کی چٹان کو کاٹ کر جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔''(۵۲''

جولوگ فنّی اعتبار سے تحقیق کا محل تعمیر کرنا چاہتے ہیں انہیں رضی الدین احمد کے یہ الفاظ

ہمیشہ یادرکھنے چاہیں کہ:
(تحقیق کی عمارت کا کام صرف سعی پیہم اور شوق شدید سے ہی تکمیل پاتا ہے‘‘(۶۳’’
بقول ڈاکٹر سید عبداللہ :
’’ تحقیق کے فن میں ہمیں تاریخ٬ عقلیات٬ اجتماعیات یا نفسیات سبھوں سے قریب تر ہونا پڑتا ہے اور پھر لمحہ تنقید سے بھی اس فن میں نہایت مستحکم رشہ قائم رکھا جاتا ہے، چاہے یہ بات تھوڑی دیر کے لیے تحقیق و تنقید کے فرق کو بہت ہی کم کردیتی ہو٬ لیکن بہر حال فن تحقیق کی وُسعت (اور اس کی دشواریوں کا پتا بھی دیتی ہے۔‘‘ (۷۲
ق دراصل کسی امر کو قطعیت کی منزل تک پہنچانے کا فن ہے محض حاشیہ آرائی کے بعد نئی کتاب تیار کر لینے کا نام ادبی تحقیق نہیں ہے بلکہ ادبی تحقیق تو ادب میں حقائق کی تلاش اور بازیافت کے فن سے عبارت ہے۔ اپنے جزوی خصائص کے لحاظ سے یہ استنادو اعتبار کا فن ہے۔ صادق تلاش و جستجو کا فن ہے۔ کھوج ، سُراغ ، دریافت ، پوچھ گچھ ، چھان پھٹک٬ شناخت و ثبوت اور تصدیق و جستجوکا فن ہے ۔ تحقیق کا فن ایک ایسا فن ہے جس میں قدم قدم پر تلاش و تفحص ، شعور ، ترتیب، تدوین کی سلیقہ شعاری اور محنت بے پایاں کی جلوہ گری نظر آتی ہے۔ محقق ، اپنے میدان میں تیشہ بدست ہوتا ہے اور ادب کا فرہا دبن کر اپنے شعبہ عمل میں حقائق کی جوئے شیر بہالے جاتا ہے، وہ ادب کی ان وادیوں کو طے کرتا ہے جہاں غلط فہمیوں کی سخت اور سنگلاخ چٹانیں کھڑی ہوتی ہیں اور بے خبری کا کوہ گراں ہر قدم پر بھاری پتھروں کو چوم کر چھوڑ دینے کا مطالبہ کرتا ہے ایک تحقیق نگار کا فن یہی ہے کہ وہ ایک تنقیدی توازن کے ساتھ تیشہ چلاتا ہے اور جب وہ تحقیق کے فن کی نزاکتوں اور دشواریوں کو سمجھ لیتا ہے تو پھرلیلائے منزل تک اس کی رسائی سہل ہو جاتی ہے۔
تحقیق وہ فن ہے جو اپنے سچے فن کارکو اندھیرے سے اُجالے کی طرف جانے کا سلیقہ اور حوصلہ عطا کرتا ہے اور جس طرح بچّہ ماں کے اندر ممتا کے جذبات ودیعت کر دیتا ہے اسی طرح تحقیق کا فن محقق کے اندر شعور اور شوق پیدا کر دیتا ہے۔ یہی دراصل تحقیق کے فن کی شان بھی ہے اور اس کی انفرادیت اور آبرو بھی۔ تحقیق اگرغواصی کا فن ہے ، عرق ریزی اور زہرہ گدازی کا فن ہے تو کیا دیدہ ریزی کے بھی کوئی بندھے ٹکے اُصول ہوتے ہیں؟ خونِ جگر پینے اور پتہ ماری کا بھی کوئی فارمولا ہوا کرتاہے اور کیا موتیوں کی تلاش میں سمندر کے اندر ہاتھ پاؤں مارنے کا بھی کوئی قاعدہ کلیہ موجود ہے؟ ظاہرہے ان سوالوں کا جواب نفی میں ہوگا اور نفی میں ہی ہونا چاہیے
اس لیے ڈاکٹر عندلیب شادانی نے لکھا ہے کہ:
’’ ریسرچ کا طریقہ کار اس درجہ قطعیت کے ساتھ متعین بھی نہیں کہ اس سے سرمو تجاوز نہ کیا (جا سکے۔ ‘‘(۸۳
ادبی تحقیقی ، مقالہ نگاری کے دائرے میںآتی ہے ، ریسرچ کی تکنیک اور اس کے آرٹ سے کام لے کر جب محقق تحقیق کا ڈھانچہ یا اس کا ڈیزائن بنا لیتا ہے تب یہ کام مقالہ یعنی تھیسس یا ’’پایاں نامہ ‘‘ کی شکل اختیارکرتا ہے اور محقق ، بحیثیت مقالہ نگار غور وفکر کے ساتھ منتخبہ موضوع پر جمع کردہ اپنے تمام خصوصی مواد کو بقول سیدصفی مرتضیٰ ’’تنظیم و ترتیب کے ساتھ پیش کر دیتا ہے۔یہ گویا ریسرچ کو مقالہ کی منزل تک پہنچنے کا ایک خاص سفر ہوتا ہے اور اس ’’(۷۴) طرح ہیئت کے اعتبار سے تحقیق کی دنیا میں جو چیز سب سے اہم بن جاتی ہے وہ ندرت ہے بقول عندلیب شادانی ’’تحقیق کی دنیا میں ندرت کی بڑی قدرو قیمت(۸۴) ہوتی ہے اور ایک محقق کو یہ ندرت فن اسی وقت ہاتھ آ سکتی ہے جب وہ اپنے کام میں مخلص اور محنتی نیز دانشمنداور دیانت دار ہو۔ یہ ندرت ہی ہے جو تحقیق کی ہیئت کو ایک ایسی جنت کے مشابہ بنا دیتی ہے جو ہمیشہ ہمیشہ آباد رہا کرتی ہے ،بقول رضی الدین احمد:
تحقیق کا نشہ اور نغمہ کبھی کم نہیں ہوتا ، تحقیق کی جنت سچے محقق سے اسی طرح وابستہ

ہو جاتی ہے جس طرح نور نظر سے اور جسم جان سے۔''(۹۴)
لیکن ہمیں یہ اعتراف کرنے میں کوئی تامل نہیں ہونا چاہیے کہ یہ کیفیت اسی وقت پیدا ہو سکتی ہے جب کہ ایک محقق تحقیق کی ادبی حیثیت اس کے مسائل ومعاملات ، اس کی فنّی نزاکتوں اس کے اُصول و ضوابط اور اس کے ڈھانچہ کی تیاری غرض کہ ہر مرحلہ پر ان حقائق کو سامنے رکھے جن کی طرف ابھی اشارے کیے گیے ہیں۔

References حواشی

1. صحیفہ لاہور ۱۹۶۹ء بحوالہ ماہنامہ''سب رس'' حیدر آباد ، اپریل ۱۹۷۷،ص
2. مقالات ،انجمن اساتذہ اردو جامعات ہند کی دہلی کانفرنس۱۹۶۶ کی روداد،ص ۱۰۸
3. صحیفہ لاہور ۱۹۶۹ء بحوالہ ماہنامہ ''سب رس '' حیدر آباد اپریل ۱۹۷۷،ص ۴۳
4. نیا دور ، اپریل ۱۹۸۲، ص ۴۳
5. لغات کشوری ، لفظ ''تحقیق '' باب تا ، فصل ت ح ، ص ۱۳۷
6. المنجد ، لفظ ''حقہ و تحقق '' ، ص ۲۲۴
7. لفظ ''تحقیق'' اردو لغت، جلد پنجم ،ص۱۲ اورص ۱۳
8. صحیفہ ، لاہور ۱۹۶۹ء بحوالہ ماہنامہ ''سب رس '' اپریل ۱۹۷۷،ص ۴۳
9. مقالات انجمن اساتذہ ،ص۱۳۵
10. تحقیق کے طریق کار ش۔ اختر، ناشر سینٹر فار سائنٹفک اسٹڈیز اینڈ کلچر، رانچی ،ص۱۴
11. تحقیق کے طریق کار ش۔ اختر،ص۱۴
12. مقالات انجمن اساتذہ ، ص۱۰۸
13. سب رس ، اپریل ۱۹۷۷،ص۴۴
14. مقالات حافظ محمود شیرانی ،ص۷۹
15. سب رس ، اپریل ۱۹۷۷،ص۴۴